معافی

''اے آروائی'' نے ڈاکٹر قدیر خان کی معافی کے موقع پر ایک دلچسپ تبصرہ کیا تھا جو کہ دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ عبرتناک بھی ہے۔ملاحظہ فرمائیں (ادارہ)

جن کی انگلیوں میں ایک ایک لاکھ ڈالر کی انگوٹھیاں اور گلے میں ایک ایک لاکھ پاؤنڈ کے ہار چمکتے رہے' انہوں نے کبھی قوم سے معافی نہیں مانگی، جو اپنے لان میں 6,6 لاکھ کے کتے، اصطبلوں میں 60,60 لاکھ کے ارجنٹائنی گھوڑے 10,10 لاکھ کے اونٹ اور 40,40 ہزار کی بھیڑیں پالتے رہے۔انہوں نے کبھی قوم سے معافی نہیں مانگی۔جن کے مرید اپنے پیروں پر ہر سال کروڑوں کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں، جن کے ہوٹلوں کے بل کئی کروڑ سے تجاوز کر جاتے ہیں ،انہوں نے کبھی اس قوم سے معافی نہیں مانگی۔وہ لوگ جن کی زمینوں پر لاکھوں مزارعے جانوروں جیسی زندگی گزارتے ہیں،،جن کے بچے دنیا کی مہنگی ترین درسگاہوں میں زیر تعلیم ہیں، جو ہر سال طوائفوں پر کروڑوں روپے لٹا دیتے ہیں جن کے گھر پاکستان کے ہر بڑے شہر میں ہیں، جو بسنت پر 10,10 ہزار کی پتنگیں اڑا کر اپنے اہل خانہ کے سامنے مجروں میں نشے میں دھت اور مست ہو کر ناچتے ہیں' انہوں نے کبھی معافی نہیں مانگی۔جن کی اگلی 10 پشتیں دودھ سے نہاسکتی ہیں،سونے کے نوالے کھاسکتی ہیں اور چاندی کے بستروں پر آرام فرماسکتی ہیں جن کے الیکشن کمیشن میں جمع کرائے گئے گوشواروں میں درج جائیدادوں سے زیادہ ان کے ملازمین کی جائیدادیں ہیں' انہوں نے کبھی قوم سے معافی نہیں مانگی۔ 1985ء سے لے کر 1999ء تک اس ملک کے بینکوں اور مالیاتی اداروں نے 30 ارب روپے کے قرضے معاف کئے ،یعنی 166 ملین روپے ماہانہ......ان سیاسی حکومتوں کے دور میں کسی نے قوم سے معافی نہیں مانگی۔اس کے بعد پچھلے 4 سالوں میں 25 ارب روپے کے قرضے معاف ہوئے، 1994ء سے 2004ء تک سوشل ایکشن پروگرام کے نام پر 600 ارب روپے کھائے گئے۔آج تعلیم کے شعبے میں 92 فیصد صحت کے شعبے میں 95 اور عدالتوں میں 98 فیصد کرپشن ہے،کوئی متعلقہ وزیر یا جج ٹی وی پر آکر قوم سے معافی نہیں مانگتا، ہر دوسرے مہینے ریلوے پھاٹکوں پر غیر ذمہ داری سے بے شمار افراد مارے جاتے ہیں لیکن کوئی وزیر ریلوے معافی نہیں مانگتا، دہشت گرد بے گناہوں کو خون میں نہلا دیں تو وزیر داخلہ فرماتے ہیں کہ کیا 11 ستمبر کے بعد صدر بش نے معافی مانگی تھی؟ استعفیٰ دیا تھا؟

قوم کو افغانستان میں امریکہ کے لیے لڑی جانے والی لڑائی جہاد بتائی جاتی ہے، طالبان کو کئی سال تک مکمل سپورٹ کرنے کے بعد خون میں نہانے کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے، غلط پالیسی کے نتیجے میں ہم ہزاروں بے گناہ جانیں

گنوا بیٹھے ہیں، لیکن کوئی پالیسی میکر معافی نہیں مانگتا۔ کشمیر میں جہاد کے لیے ملک بھر کے نوجوانوں کو پکارا جاتا ہے، وہ جاتے ہیں لڑتے ہیں، شہید ہوتے ہیں پھر یہ جہاد دہشت گردی قرار پاتا ہے تو کوئی ان شہیدوں سے معافی نہیں مانگتا۔ ماضی کا کوئی پالیسی میکر، کوئی سیاست دان، کوئی مقرر ٹی وی پر اپنی غلطی کی معافی نہیں مانگتا۔ وہ بھی اسی ملک کا حکمران رہا جس کے غیر ملکی دورے کے دوران جہاز محض اس لیے 2 گھنٹے فضا میں چکر لگاتا رہا کہ صدر محترم کا نشہ اتر جائے اور جب وہ دشمن پر حملے کا حکم دینے نکلے تو نوجوانوں نے انہیں دائیں بائیں سے اٹھا رکھا تھا جنہوں نے اپنی رانی کو جنرل کا رینک بھی لگا دیا تھا۔ ملک ٹوٹ گیا اور انہیں انتقال کے بعد 21 توپوں کی سلامی کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔ انہوں نے ٹی وی پر آکر قوم سے کسی غلطی کی معافی نہیں مانگی۔ جس نے سقوطِ ڈھاکہ کی ذلت آمیز دستاویز پر دستخط کرنے کے بعد بھارتی جنرل کو گندے لطیفے سناتے ہوئے کہا کہ میں اپنی قوم کا ہیرو ہوں' اس نے کبھی معافی نہیں مانگی۔ جنہوں نے پرائیویٹ سیکورٹی فورسز بنا کر مخالفین کو گولیوں کا نشانہ بنایا اور انہیں ایوانوں سے اٹھوا کر پھنکوا دیا، انہوں نے کبھی قوم سے معافی نہیں مانگی اور جنہوں نے اسلام کے نام پر اس قوم کو کلاشنکوف اور ہیروئن کے تحفے دیئے، ججوں سے پھانسی کے فیصلے کروائے اور آئین کو محض ایک کتاب قرار دیا 'انہوں نے کبھی معافی نہیں مانگی۔

اسی ملک میں ایک ایسی ہندو عورت بھی خاتون اوّل بنی' کثرت شراب نوشی سے جس کا جگر جواب دے گیا تو وہ شرابیوں کو جمع کر کے ان کے سامنے سامانِ مے نوشی سجاتی اور پھر انہیں شراب پیتا دیکھ کر خوش ہوتی، وہ سیکرٹری دفاع بھی اس ملک کا صدر بنا جس کی بیوی ہر لمحے اس کے پیچھے رہتی کہ کسی کمزور لمحے کوئی دوسری عورت فرسٹ لیڈی نہ بن جائے۔ وہ شیر بھی ایک صوبے پر حکومت کرتا رہا جس کے قبضے سے کنیئرڈ کالج لاہور کی اغوا شدہ طالبات برآمد ہوئیں اور وہ بھی آج ہمارے محترم رہنما ٹھہرے جن کی تصویر آخری لمحے تک ٹی وی کی ایک اداکارہ کے بیڈ روم میں لگی رہی۔ وہ بھی ہمارے ایوانوں کے نگران رہے جنہوں نے اپنے دوستوں کی محفل میں بڑے دعوے سے کہا تھا کہ تم شرط لگا لو وہ اب زندگی بھر کبھی نہیں گائے گی۔ وہ بھی ایک صوبے کی درس گاہوں میں تعلیم حاصل کرتے بچے اور بچیوں کے مستقبل کا رکھوالا ہے جس کے بارے میں ایک بوڑھے سیاست دان نے پوری قوم کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ یہی میری بیٹی سے اجتماعی زیادتی کا مرتکب ہے اور وہ جلاوطن رہنما جو سندھ کا وزیر اعلیٰ مقرر ہوا وہ علی الاعلان کہتا رہا کہ میں پیتا ہوں۔ اس ملک کی سیاسی تاریخ لکھتے وقت سرکاری ہوسٹل کے سوییپرز کے انٹرویوز بھی شامل کئے جائیں جو کمروں سے چوڑیوں کے خون آلود ٹکڑے جمع کرتے اور چھپاتے رہے لیکن کسی صدر، وزیر اعظم اور بیوروکریٹ یا جج نے آج تک قوم سے معافی نہیں مانگی۔ وہ جو ہر سال 60 کروڑ روپے کے محصولات بچاتے رہے، جو 25 کروڑ روپے کی ایکسائز ڈیوٹی، 24 کروڑ روپے کا نہری پانی، 15 کروڑ روپے کی لکڑی اور 22 کروڑ روپے کی بجلی اور گیس چراتے رہے' ان کو ٹی وی پر قوم کے سامنے معافی مانگنے کے لیے نہیں لایا گیا جو سرکاری دفاتر سے ہر سال ڈیڑھ کروڑ روپے کی سٹیشنری، 5 کروڑ کا سیمنٹ، سریا اور آئرن پار کر جاتے ہیں۔ 8 کروڑ کی تاریں، بجلی

کے کھمبے اور ٹرانسفارمر غائب کر جاتے ہیں، 11 کروڑ روپے کی ادویات، ہسپتالوں کے آلات اور مریضوں کی خوراک تک کھا جاتے ہیں، 12 کروڑ روپے کی سڑکیں اپنی جیب میں ڈال لیتے ہیں اور 18 کروڑ روپے کی گلیاں، نالیاں اور پلیاں پی جاتے ہیں، جو 5 لاکھ گیلن سالانہ سرکاری پٹرول بسوں اور ویگنوں کے اڈوں پر بیچتے ہیں' ان میں سے کسی کو معافی مانگنے کا مستحق نہیں سمجھا گیا۔ جہاں کے شاہ، لغاری، مزاری، پیر، جام، جتوئی، کھوسہ، مخدوم، ملک، ٹوانہ، خٹک، آفریدی، نواب، بانکے، میر ہر سال قوم کا 6 ارب روپیہ کتا دوڑوں اور ریچھ کی لڑائیوں، بٹیر بازیوں اور عیاشیوں میں خرچ کر دیں، ہر سال جو سات ارب روپے کی گاڑیاں خرید یں اور ڈیڑھ کروڑ روپے کا تمبا کو پھونک دیں، جو اس ملک میں نہریں نہ کھودنے دیں، اسکول نہ بننے دیں، بجلی نہ لگنے دیں، ٹریکٹر نہ چلنے دیں، زرعی ٹیکس نافذ نہ ہونے دیں، مردم شماری نہ کرنے دیں، گاؤں میں ریڈیو بند کرا دیں، انسانوں کو بھٹیوں کی چمنیوں میں پگھلا دیں، جو ہر سال 30 ارب روپے جوئے میں ہار جائیں، جو آج بھی ملک میں منشیات کے 65 ہزار اڈوں کے مالک ہوں اور ہر سال 80,70 کروڑ روپے جگا ٹیکس وصول کریں، تھانے خریدیں، جو خود نیب کی ڈی بریفنگ کو بھگت کر کابینہ کے اجلاسوں میں بیٹھ کر ڈی بریفنگ سے گزرتے سائنسدانوں کے مستقبل کا فیصلہ کرنے میں فخر محسوس کریں لیکن معافی نہ مانگیں۔ معافی مانگی بھی تو صرف اس شخص نے جو پندرہ کروڑ افراد کا اکیلا محافظ ہے۔ جس کی وجہ سے آج بھارت سرحدوں پر بیٹھ کر ٹھنڈی آہیں تو بھر سکتا ہے مگر پاکستان کو میلی نظر سے دیکھ بھی نہیں سکتا۔ ہائے! معافی مانگی بھی تو کس شخص نے؟؟؟

(مطبوعہ: روزنامہ ''اسلام'' 9 مارچ 2004ء)

(بقیہ از صفحہ 37)

حکیم صاحب فرماتے: ''ہاں شاہ جی! آج کچھ زیادہ ہی ضعف ہے۔'' اتنے میں کوئی اہل ذوق وارد ہوتا تو شعر و سخن اور علم و ادب کی محفل گرم ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا کہ جوانی کی تمام قوتیں عود کر آئی ہیں اور شاہ جی بالکل صحت مند ہیں۔ اسی اثناء میں بڑی قوت کے ساتھ ہاتھ حکیم صاحب کے سامنے بڑھاتے اور فرماتے: ''حکیم صاحب! اب نبض دیکھئے۔'' حکیم صاحب کہتے: ''ماشاءاللہ! اب تو نبض کی حالت بہت اچھی ہے۔'' شاہ جی فرماتے: ''حکیم صاحب! میں فالج اور ذیابیطس کا مریض نہیں ہوں۔ میری محفلیں اُجڑ گئی ہیں۔ دیکھئے حکیم صاحب! شاد عظیم آبادی کیا کہہ گئے ہیں:

کانٹوں سے گھرا ہوا ہے چاروں طرف سے پھول
پھر بھی کھلا ہی پڑتا ہے کیا خوش مزاج ہے

21) 1960ء میں تقریر کرتے ہوئے شاہ جیؒ نے فرمایا: ''میں وہاں چلا جاؤں گا' جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آیا۔ پھر تم مجھے پکارو گے مگر تمہاری پکار تمہارے ہی کانوں سے ٹکرا کر تمہیں ہلکان کر دے گی مگر...... تم مجھے نہ پا سکو گے۔''

شاہ جیؒ حقیقت میں ایسی ہی جگہ تشریف لے گئے جہاں سے واپس لوٹ کر کبھی کوئی نہیں آیا۔